عہدِ فاروقی کا اقتصادی جائزہ

(۲)

جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب پروفیسر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی

جہاں مدنی قرآن نے غنیمت اور جزیہ کی شکل میں مسلمانوں کو دولت کے دو چشمے عطا کئے وہاں ان کے با استطاعت افراد پر ایک مالی مواخذہ بھی عائد کیا جسے اصطلاح میں زکات یا صدقات کہتے ہیں۔ إنما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل فريضةً من الله [۱]۔ اس آیت کی رو سے زکات کے آٹھ مصرف ہیں۔ فقراء (قلاش و بے روزگار مسلمان)، مساکین (بگڑے ہوئے خوددار مسلمان)، محصل زکات، مؤلفۃ القلوب، مکاتب غلاموں کی زرِ مکاتبت ادا کرنے کے لئے مالی مدد، ناداروں کے قرضے اور مالی مواخذوں کی ادائگی، جہاد اور مسافر۔ محصلین زکات اور مؤلفۃ القلوب کے علاوہ رسول اللہ عام طور پر زکات اصحاب صفہ قسم کے ان نادار مسلمانوں پر صرف کرتے تھے جو ہتیار، سواری، زاد راہ یا بال بچوں کا خرچہ نہ ہونے کے باعث جہاد کرنے سے قاصر تھے۔ ابوبکر صدیق نے اپنی خلافت میں جب اسلام کے پیر مضبوط ہو گئے تو مؤلفۃ القلوب کا حصہ ساقط کر دیا تھا۔ محدث شعبی: إنما كانت المؤلفة قلوبهم على عهد النبي فلما ولي أبوبكر انقطعت الرشى

---

۱ تفسیر طبری ۱۰/۱۶۳

مولفۃ القلوب کو عہد نبوی میں حصہ دیا جاتا تھا۔ ابوبکر صدیق کا دور خلافت آیا تو یہ رشوتیں بند ہوگئیں۔ اس بات کی وزنی شہادت موجود ہے کہ رسول اللہ اور ابوبکر صدیق زکات کا بیشتر حصہ فوجی تیاریوں پر صرف کرتے تھے۔ اپنے دونوں پیش رووں کی طرح عمر فاروق بھی ضروری نہیں سمجھتے تھے کہ زکات کو مدنی قرآن کی مجوزہ مدوں پرجوں کا توں صرف کردیا جائے، اسلام کے سیاسی استعلاء اور غیر مسلم اقوام پر اس کا اقتصادی تسلط قائم کرنا ان کا سب سے بڑا مقصد تھا اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ غنیمت اور جزیہ کی طرح زکات کو بھی اپنی فوجی مشین مستحکم بنانے پر صرف کرتے تھے۔ عطار بن اَبی رَباح : کان عمر یأخذ الفرض من الصَدَقۃ ویجعلہا فی صِنف واحد[1]۔ عمر فاروق مفروضہ زکات وصول کرکے اس کو صنف واحد (سبیل اللہ) یعنی جہاد پر صرف کرتے تھے۔

فاروقی فوجوں نے دو تین سال کے مختصر عرصہ میں شام، عراق اور فارس کا ایک بہت بڑا اور وسائل سے بھرپور علاقہ فتح کرلیا، اس فتح کے دوران ان کی فوجوں نے دشمن کے دیہاتوں، قصبوں، شہروں اور بازاروں پر بیسیوں ترکتازیاں کیں اور درجنوں معرکوں میں بڑی بڑی فوجوں کو زیر کیا، اِن ترکتازیوں اور فتوحات کے نتیجہ میں ان کے ہاتھ بڑی مقدار میں مال غنیمت آیا، عربی روایت نے اس غنیمت کی مجموعی قیمت رائج الوقت سکوں میں محفوظ نہیں رکھی لیکن اس کے گراں قدر ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ جن بڑی فتوحات سے حاصل شدہ غنیمت کے اعداد و شمار رپورٹروں نے بیان کئے ہیں ان میں سے تین کی تفصیل یہاں دی جاتی ہے:

(۱) فتح قادسیہ ۱۴ یا ۱۵ھ (عرب۔عراق سرحد)

(حصہ پانے والی) عرب فوج کی تعداد۔ تیس ہزار

---

[1] تفسیر طبری ۱۰/۱۶۷

مال غنیمت۔ تیس کروڑ روپے (ساٹھ کرور درہم)
خُمس (مرکزی حصہ)۔ چھ کرور[1] (بارہ کرور درہم)
خمس نکالنے کے بعد سوار کا حصہ۔ تین ہزار (چھ ہزار درہم)
پیادہ کا حصہ ایک ہزار[2] (دو ہزار درہم)
(۲) فتح مدائن ۱۶ھ (وسط عراق، حکومت فارس کا گرمائی مستقر)
عرب فوج کی تعداد۔ ساٹھ ہزار سوار
مال غنیمت۔ پینتالیس کرور (نوے کرور درہم)
خُمس۔ نو کرور (اٹھارہ کرور درہم)
سوار کا حصہ۔ چھ ہزار[3] (بارہ ہزار درہم)
(۳) فتح جلولاء ۱۶ھ (شمالی عراق میں مواصلات کا سرحدی جنکشن)
عرب فوج کی تعداد۔ بارہ ہزار سوار
مال غنیمت۔ ڈیڑھ کرور (تین کرور درہم)
خُمس۔ تیس[4] لاکھ (ساٹھ لاکھ درہم)
سوار کا حصہ۔ ساڑھے چار ہزار روپے اور نو جانور۔

عراق کے مذکورہ تین بڑے معرکوں کا خمس جس کی مقدار عربی روایت نے پندرہ کرور بتائی ہے خلافتِ فاروقی کے دو ڈھائی برس کے اندر اندر مرکزی خزانہ میں آ جمع

---

[1] الکتفار ص۳۹۸
[2] اغانی ۱۴/۴۰
[3] طبری ۴/۱۷۷
[4] ایضاً ۴/۱۸۱-۱۸۲

ہوا تھا۔ خمس کے مزید حصے مختلف محاذوں سے برابر مدینہ آتے رہتے تھے، اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ شام و عراق کے بہت سے دیہاتوں اور شہروں کے نکل جانے کے باوجود وہاں کی حکومتوں نے ہار نہیں مانی تھی اور کھوئے ہوئے علاقوں سے عربوں کو نکالنے کے لئے برابر مقابلے کر رہی تھیں جن کے نتیجہ میں مختلف قلعہ بند شہروں اور محاذوں پر فاروقی فوجوں کی لڑائیاں جاری تھیں، دوسری وجہ یہ تھی کہ مفتوحہ علاقوں میں بغاوتیں ہو رہی تھیں جن پر فاروقی فوجیں فتح پا رہی تھیں اور جگہ جگہ خود فاروقی مجاہد نئی فتوحات اور ترکتازیوں میں سرگرم عمل تھے۔ ہر فتح اور ہر ترکتاز کے ثمرات سے مرکزی حکومت کو پانچواں حصہ (خُمس) ملتا تھا اور مدینہ کے خزانہ میں جمع ہو جاتا تھا۔ خُمس کے علاوہ شام، عراق اور میسوپوٹامیہ سے جزیہ اور زر معاہدات کے پانچویں حصے بھی مرکزی خزانہ میں آنا شروع ہو گئے تھے۔

عراق و شام کی فتوحات کے دوران عمر فاروق نے مفتوحہ اقوام پر ان کے علاقوں میں مقیم عرب افواج کے قیام و بقا کے لئے جو دو ٹیکس لگائے تھے ایک بشکل نقد (جزیہ) اور دوسرا بصورت جنس، ان سے وہاں کی فوجیں خود کفیل ہو گئی تھیں اور مرکز ان کے اخراجات سے پوری طرح سبکدوش ہو گیا تھا۔ اس کے ذمہ ان فوجوں کے ہتیاروں، سواریوں اور زاد راہ کی فراہمی رہ گئی تھی جو عراق و شام کے مختلف مورچوں کو وقتاً فوقتاً بھیجی جاتی تھیں۔ ان فوجوں کا خرچہ نکالنے کے بعد عمر فاروق کے خزانہ میں بہت سارا روپیہ بچ رہتا تھا، جس کا کچھ حصہ وہ مدینہ کے باشندوں میں بانٹ دیتے تھے لیکن خزانہ کی آمدنی اس تیزی سے اور اتنے وسیع پیمانہ پر بڑھتی جارہی تھی کہ اس کا کوئی مستقل اور باضابطہ مصرف نکالنے کی ضرورت تھی۔ عمر فاروق نے اس امنڈتی ہوئی دولت کو ٹھکانے لگانے کا جو نظام قائم کیا وہ دیوان العطار کے نام سے مشہور ہے۔

اس نظام کے ماتحت ان مسلمانوں کی سالانہ تنخواہ اور خوراک کے لئے ماہانہ راشن مقرر کیا گیا جنھوں نے ہجرت کے بعد سے اب تک ایک بار یا زیادہ جہاد کیا تھا یا جو آنے والی جنگوں میں شرکت کے لئے تیار تھے۔ سالانہ تنخواہوں کے یہ نو گریڈ تھے:

پہلا گریڈ ــــ ڈھائی ہزار روپے ۔مہاجرین قریش کے لئے جنھوں نے جنگ بدر (۲ھ) میں حصہ لیا تھا ۔

دوسرا گریڈ ــــ دو ہزار روپے ۔ انصار کے لئے جنھوں نے جنگ بدر (۲ھ) میں حصہ لیا تھا نیز اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے بدر کے بعد صلح حدیبیہ (۶ھ) تک کے معرکوں میں شرکت کی تھی ۔

تیسرا گریڈ ــــ ڈیڑھ ہزار روپے ۔اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے صلح حدیبیہ اور اس کے بعد عہد صدیقی و فاروقی میں جنگ قادسیہ (۱۴یا۱۵ھ) سے قبل کی جنگوں میں حصہ لیا تھا ۔

چوتھا گریڈ ــــ ایک ہزار روپے ۔عراق کی جنگ قادسیہ ۱۴یا۱۵ھ یا شام کی جنگ یرموک (۱۵ھ) میں شرکت کرنے والوں کے لئے ۔ ان دو جنگوں میں جن سپاہیوں نے شجاعت کے جوہر دکھائے تھے ان کا گریڈ سوا ہزار روپے تھا ۔

پانچواں گریڈ ــــ پانچ سو روپے ۔ قادسیہ اور یرموک کے معرکوں کے بعد عراق و شام کے محاذوں پر آنے والے سپاہیوں کی پہلی کھیپ کے لئے ۔

چھٹا گریڈ ــــ ڈھائی سو روپے ۔ دوسری کھیپ کے لئے ۔

ساتواں گریڈ ــــ ڈیڑھ سو روپے ۔ تیسری کھیپ کے لئے ۔

آٹھواں گریڈ ــــ سوا سو روپے ۔ چوتھی کھیپ کے لئے ۔

نواں گریڈ ــــ سو روپے[۲] ۔ پانچویں کھیپ کے لئے ۔ یہ سب سے چھوٹا گریڈ تھا اور ہر عرب کو جو مدینہ آکر جہاد کے لئے آمادگی ظاہر کرتا دیا جاتا تھا ۔

---

[۱] فتوح البلدان ص۴۶۱ ، ابن سلاّم ص۲۲۵ ، ابن سعد ۳/۳۰۰ ، سنن کبریٰ ۳۵۰ و ۳۵۱

[۲] طبری ۴/۱۶۲-۱۶۳

بعض افراد کو رسول اللہ سے قریبی رشتہ یا خصوصی لگاؤ کے باعث امتیازی تنخواہیں دی گئیں، ان میں سے یہ لوگ قابل ذکر ہیں:

رسول اللہ کی ہر آزاد بیوی ـــ تنخواہ چھ ہزار روپے اور ان بیویوں کو جو غلامی کے بعد آزاد ہوئی تھیں، تین ہزار روپے[1]، رسول اللہ کے چچا عباس کو، چھ ہزار اور دونوں نابالغ نواسوں حسن اور حسین کو ڈھائی ہزار[2]۔

تنخواہ پانے والے مردوں کی بیوی بچوں کی بھی تنخواہیں مقرر کردی گئیں:

پہلا گریڈ ـــ ڈھائی سو روپے۔ مجاہدین بدر کی بیویوں کے لئے۔

دوسرا گریڈ ـــ دو سو روپے۔ بدر کے بعد کی جنگوں اور صلح حدیبیہ (۶ھ) میں حصہ لینے والوں کی بیویوں کے لئے۔

تیسرا گریڈ ـــ ڈیڑھ سو روپے۔ صلح حدیبیہ کے بعد سے قبل از قادسیہ واقع ہونے والی جنگوں کے مجاہدوں کی بیویوں کے لئے۔

چوتھا گریڈ ـــ سو روپے۔ جنگ قادسیہ میں شریک مجاہدوں کی بیویوں کے لئے۔

پانچواں گریڈ ـــ پچاس روپے۔ جنگ قادسیہ کے بعد کے مجاہدوں کی بیویوں کے لئے[3]۔

اخبار و آثار کے ایک اسکول کی رائے ہے کہ عورتوں کا سب سے بڑا گریڈ ڈیڑھ ہزار روپے تھا اور یہ اُن خواتین کو ملتا تھا جو ہجرت کر کے مدینہ آگئی تھیں[4]۔

اولاد کی تنخواہیں:

پہلا گریڈ ـــ ایک ہزار[5]۔ مجاہدین بدر کے بالغ لڑکوں کے لئے۔

۱؎ فتوح البلدان صـ۴۶۰، ابن سلام صـ۲۲۵ و ۲۳۱ ۲؎ ابن سلام صـ۲۲۴

۳؎ طبری ۴/۱۶۳ ۴؎ ابن سعد ۳/۲۹۸، فتوح البلدان صـ۴۵۶

۵؎ ابن سعد ۳/۲۹۷ و ۲۹۸ سنن کبری ۶/۳۵۱

دوسرا گریڈ ـــــ سو روپے ۔ مجاہدین بدر کے نابالغ لڑکوں کے لئے

تیسرا گریڈ ـــــ پچاس روپے ۔ مجاہدین بدر کے دودھ پیتے بچوں کے لئے ۔

ماہ رمضان میں عمر فاروق کی طرف سے ہر مجاہد کے دودھ پیتے بچہ کی ماں کو آٹھ آنے اور امہات المومنین کو ایک روپیہ یومیہ مزید دیا جاتا تھا[1]۔

نقد تنخواہوں کے علاوہ عمر فاروق نے مسلمان سپاہیوں کے کھانے کا بھی انتظام کیا جو بشکل راشن ہر ماہ ان کو ملتا تھا، تنخواہ کے مستحق صرف مسلمان تھے لیکن راشن ان کے غلاموں کو بھی دیا جاتا تھا۔ راشن کی مقدار فی کس دو جریب ماہانہ تھی اور تنخواہ پانے والے ہر مرد کے علاوہ اس کے بیوی، بچوں اور غلاموں کو دی جاتی تھی ۔ ایک جریب سے مراد اتنا غلہ ہے جو چالیس گز لمبے اور اتنے ہی چوڑے قطعہ زمین میں پیدا ہو۔ جریب ملک شام کا پیمانہ تھا جسے مُدی بھی کہتے تھے اور اس میں تقریباً ساڑھے بائیس سیر (پینتالیس رطل) غلہ سماتا تھا[2]۔ عمر فاروق نے ساٹھ غریبوں کو بلا کر پیٹ بھر روٹی کھلائی تو دو جریب آٹا خرچ ہوا، اس بنا پر انھوں نے فرد واحد کے ساٹھ وقت (ایک ماہ) کا غلہ دو جریب[3] مقرر کر دیا جو ایک من پانچ سیر کے بقدر تھا۔ غلہ کے علاوہ راشن میں تقریباً ساڑھے تین تین سیر (دو دو قسط) سرکہ اور روغن زیتون بھی مقرر کیا گیا[4]۔

عمر فاروق کی شاندار فتوحات نے مسلمانوں کی نظر میں ان کی قدر و منزلت تو بڑھائی ہی تھی، دیوان العطار نے ان کی شخصیت میں اور زیادہ کشش پیدا کر دی ۔ اگر کہا جائے کہ

---

[1] طبری ۴۵/۵

[2] لسان العرب مادہ مدی ۔

[3] فتوح البلدان صـ۴۶۵ ، ابن سلّام صـ۲۴۷ ، سنن کبری ۳۴۶/۶

[4] فتوح البلدان صـ۴۶۵-۴۶۶ ، ابن سلّام صـ۱۴۷

وہ قومی ہیرو بن گئے تھے تو بیجا نہیں ہوگا۔ عربوں کے سوادِ اعظم نے دیوان العطاء کا پرجوش خیر مقدم کیا، لوگ عمر فاروق کی درازیٔ عمر کی دعائیں مانگنے لگے، مجلسوں میں ان کی تعریف ہونے لگی، محفلوں میں ان کے اقدامات کو سراہا جانے لگا۔ آنے والی نسلیں بھی جو عمر فاروق کی فتوحات سے مرعوب تھیں اور ان کے دیوان العطاء اور نظام جزیہ و مالگذاری کی برکتوں سے بہرہ ور، ان کو مسلمانوں کا ایک زبردست مُحسن، اسلام کا ایک آہنی قلعہ، سیاسی تدبر کا پیکر اور دینی سمجھ بوجھ کا دیوتا تصور کرنے لگیں۔

دیوان العطاء جن لوگوں نے ناپسند کیا اور اس کو مسلمانوں کے تندرست و متوازن اخلاقی و اقتصادی ارتقاء کے لئے فال بد تصور کیا، ان میں سے تین اشخاص کے تاثرات کا ہم یہاں ذکر کریں گے۔ ان میں سے ایک ابوسفیان بن حرب ہیں رسول اللہ کے خُسر، اپنے زمانہ کے صاحب نظر قریشی لیڈر اور بڑے تاجر۔ انھوں نے ان دبے الفاظ میں عمر فاروق سے شکایت کی: آپ نے بزنطیوں کی طرح (مسلمانوں کے لئے) فوجی رجسٹر بنا دیا ہے۔ آپ تنخواہ اور راشن مقرر کردیں گے تو لوگ اپنی روزی کے لئے پوری طرح حکومت پر بھروسہ کرنے لگیں گے اور تجارت چھوڑ دیں گے۔ عمر فاروق: اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کیونکہ مفتوحہ علاقوں سے آمدنی بہت بڑھ گئی ہے[1]۔ دوسرے معترض بی بی خدیجہ زوجۂ رسول اللہ کے بھتیجے اور ایک جہاں دیدہ مالدار قریشی تاجر حکیم بن حزام ہیں، انھوں نے کہا: قریش تجارت پیشہ لوگ ہیں، آپ نے اگر ان کی تنخواہیں اور راشن مقرر کر دیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ ان دونوں کا سہارا لے کر تجارت چھوڑ بیٹھیں گے، آپ کے بعد آنے والے کسی خلیفہ نے اگر ان کی تنخواہیں بند کر دیں تو وہ کہیں کے نہیں رہیں گے، کیونکہ تجارت پہلے ہی ان کے ہاتھ سے نکل چکی ہوگی[2]۔ تیسرا شخص کوفہ

---

[1] فتوح البلدان ص ۴۶۳

[2] نسب قریش ص ۲۷۳

کا ایک بارسوخ فوجی کمانڈر خالد بن عرفطہ تھا۔ جب عمر فاروق نے اس سے کوفہ کے حالات دریافت کئے تو اس نے ان ستائش آمیز الفاظ میں اپنے اندیشہ کا اظہار کیا: امیرالمؤمنین کوفہ کے لوگ دست بدعا ہیں کہ خدا ان کی عمر کا کچھ حصہ آپ کی عمر میں بڑھادے۔ جس جس نے جنگ قادسیہ میں شرکت کی اس کی تنخواہ ہزار روپے یا ساڑھے سات سو سالانہ ہے۔ نومولود کے لئے پچاس روپے تنخواہ اور دو جریب (پینتالیس سیر) ماہانہ گیہوں مقرر ہو جاتا ہے، خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ جو لڑکا بالغ ہو جاتا ہے اس کی تنخواہ ڈھائی سو یا تین سو روپے ہو جاتی ہے۔ جب صاحب خانہ کے پاس اس کے بیوی بچوں کی تنخواہ اور راشن آتا ہے اور اس کے بیوی بچوں میں سے کچھ کھاتے ہیں اور کچھ (شیرخوار ہونے کے باعث) نہیں کھاتے تو فالتو راشن (اور تنخواہ) کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ کس طرح صرف ہوتا ہوگا۔ یقیناً صاحب خانہ اس کو جا اور بے جا صرف کر دیتا ہے۔ یا أمیرالمؤمنین من ورائی یسألون اللہ أن یزید فی عمرك من أعمارهم، ما وطئ أحد القادسیة إلا عطاؤه ألفان أو خمس عشرة مئة، وما من مولود یولد إلا ألحق علی خمسمئة أو ستمئة، فإذا خرج هذا الأهل بیت منهم من یأکل الطعام ومنهم من لا یأکل الطعام فما ظنك به؟ فإنه لینفقه فیما ینبغی وفیما لا ینبغی[1]۔

دیوان العطاء کا ایک نقص یہ تھا کہ اس کی مقرر کردہ تنخواہوں اور راشن میں کوئی معقول تناسب نہیں تھا، اس کے ماتحت سب سے بڑی تنخواہ دو سو آٹھ روپے ماہوار (پانچ ہزار درہم سالانہ) تھی اور سب سے چھوٹی دس بارہ روپے (تین سو درہم سالانہ)۔ اس کے مقابلہ میں راشن ہر گریڈ کے افراد کے لئے برابر تھا اور ان کی ضرورت سے زیادہ۔ ایک ایسے ماحول میں جہاں گرانی تیزی سے بڑھ رہی تھی بہت سے خاندانوں کے سارے افراد کی تنخواہیں مل کر

---

[1] ابن سعد ۳/۲۹۸-۲۹۹، فتوح البلدان ص ۴۵۸، کنز ۲/۳۲۱

بھی ان کی خورد ونوش سے ماورا، ضروریات کے لئے کافی نہ ہوتیں جبکہ پورے مہینہ بے فکری سے کھانے کے باوجود ہر گھر میں راشن کے ڈھیر لگے رہتے اور اس کا کوئی خریدنے والا نہ ملتا۔ کہا جاتا ہے کہ خود عمر فاروق کو تنخواہوں کی کمی کا احساس تھا اور وہ کم گریڈ والوں کی تنخواہ بڑھا کر اسی بیاسی روپے ماہوار (دو ہزار درہم سالانہ) اور بقول بعض سوا سو روپے کر دینا چاہتے تھے جیسا کہ ان کی طرف منسوب اس قول سے ظاہر ہے: اگر میں جیتا رہا تو نچلے طبقے کے لوگوں کی تنخواہ دو ہزار درہم سالانہ کر دوں گا۔ لئن عشت لأجعلن عطاء سِفلة الناس (أو- سفلة المهاجرين كما في فتوح البلدان) ألفين ولئن عِشت حتى يكثر المالُ لأجعلن عطاء الرجل المسلم ثلاثة آلاف، ألف لكُراعه و ألف نفقة له و ألف نفقة لأهله[1] ایک دوسری خبر یہ ہے کہ وہ فرق مراتب ختم کر کے ہر شخص کی تنخواہ لگ بھگ پونے دو سو روپے ماہوار (چار ہزار درہم سالانہ) کر دینا چاہتے تھے۔ لئن كثر المال لأفرِضن لكل رجل أربعة آلاف درهم، ألف لسفره و ألف لسلاحه و ألف يُخلِفها لأهله و ألف لفرسه و بَغله[2]۔

دیوان العطاء کے کچھ مضر نتائج حسب ذیل ہیں:

(۱) اس نے سارے مسلمانوں کو طبقوں میں بانٹ دیا جس سے اونچ نیچ کا میلان بڑھا اور معاشرہ کو مختلف حیثیتوں سے نقصان پہنچایا۔

(۲) دیوان العطاء کے ماتحت جو راشن ملتا اس کی مقدار فی کس خوراک کے اوسط سے بہت زیادہ تھی، اس لئے گھروں میں بہت سا غلہ ہر ماہ بچ رہتا اور چونکہ بستی یا چھاؤنی کے سب لوگ راشن پاتے اس لئے بازار میں اس کا خریدار نہ ملتا، گھر کے کوٹھوں میں غلہ کے

---

[1] ابن سعد ۳/ ۳۰۲ و ۳۰۴

[2] ایضاً ۳/ ۲۹۷، فتوح البلدان ص ۴۵۶، سنن کبریٰ ۶/ ۳۴۷

انبار لگے رہتے جہاں بکثرت چوہے پیدا ہوتے اور ان کے ذریعہ طاعون کی وبا پھیل جاتی۔ پہلا ہولناک طاعون جس کی زد میں عرب آئے ۱۸ھ میں بیت المقدس کے شمال مغرب کے شہر عمواس سے شروع ہوا اور وہاں سے متعدی ہوکر شام کی ساری عرب چھاؤنیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ شام میں مقیم بیشتر عرب فوجیں جن کی تعداد علی أقل التقادیر پچیس ہزار تھی مع بال بچوں کے اس طاعون کا لقمہ بن گئیں۔ طاعونی وبا (الطاعون الجارف) عرب چھاؤنیوں میں برابر آتی رہتی اور ہزاروں گھروں کو اجاڑ جاتی۔

۳ دیوان العطاء کے قیام سے عام طور پر لوگوں میں کنبہ بڑھانے کا زبردست داعیہ پیدا ہوگیا کیونکہ کنبہ جتنا بڑا ہوتا تنخواہ اور راشن اتنا ہی زیادہ ملتا، اس سے معاشرہ میں وہ خرابیاں پیدا ہونے لگیں جو کثرت ازدواج اور فراوانی اولاد سے پیدا ہوتی ہیں۔

(باقی)

العلم والعلماء

یہ جلیل القدر امام حدیث "علامہ ابن عبدالبر" کی شہرہ آفاق کتاب "جامع بیان العلم فضلہ" کا نہایت صاف اور شگفتہ ترجمہ ہے۔ علم اور فضیلت علم، اہل علم کی عظمت اور ان کی ذمہ داریوں کی تفصیل پر خالص محدثانہ نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے۔

مترجم: مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی صاحب مرحوم

صفحات ۳۰۰ - بڑی تقطیع - قیمت ۵/۵۰ مجلد ۶/۵۰

مکتبہ برہان اردو بازار - جامع مسجد - دہلی ۶